آج کی سوچ

سوچ نمبر 21: دعا کا ادب اور درود شریف کی اہمیت:

سوچ ایک خزانہ ہے اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا اور نبی پر درود پاک پڑھا جائے، خاص طور پر درود ابراہیمی، درود شریف پڑھنے سے غم دور ہوتے ہیں، مشکلات آسان ہوتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

عمل کے اصول: دوسروں کی بات غور سے سننا، نرمی سے جواب دینا اور درود پاک کی کثرت کرنا۔

سوچ نمبر 22 : مسکراہٹ اور زندگی کو خوبصورت بنانا:

زندگی کو خوبصورت بنائیں، تنگ نظری چھوڑ کر جنت کی وسعت کی طرف سوچیں۔ تقدیر پر شکوہ کرنے کی بجائے اللہ کے فیصلوں پر راضی رہیں۔ جیسے پھول کانٹوں میں مسکراتا ہے اور زمین کھودنے سے پھل نکلتا ہے، ویسے ہی تکلیف کے بعد آسانی آتی ہے۔

عمل کے اصول: منفی سوچ نکال کر مثبت سوچ اپنائیں، زندگی کے اچھے پہلو دیکھیں اور اللہ کی طرف رجوع اور شکر گزاری کریں۔

سوچ نمبر 23 – دنیا اور آخرت کا معیار:

ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم دنیا کی زندگی کیسے گزار رہے ہیں۔ اس میں فرعون کی بیٹی کی مثال دی گئی ہے جس نے اپنی جان اور اولاد کی قربانی دے دی مگر ایمان کا سودا نہیں کیا۔ دنیا خالی ہاتھ جانی ہے اور آخرت ایمان کے سہارے ہے۔ ایمان جتنا مضبوط ہوگا اللہ سے تعلق اتنا مضبوط ہوگا۔

عمل کے اصول: دنیا میں رہنا ہے مگر آخرت کے لیے جینا ہے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی ہے اور حالات جیسے بھی ہوں ایمان نہیں بیچنا۔

سوچ نمبر 24 - اللہ کے لیے استقامت

دین کے راستے میں جو بھی مشکلات آئیں انہیں ہنس کر برداشت کرنا اور اللہ کی خوشی کے لیے ثابت قدم رہنا۔ اس پانی کی طرح بننا جو چٹانوں سے بھی گزر جاتا ہے، کوئی رکاوٹ اسے روک نہیں سکتی اور وہ آخر سرسبز جگہ پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

عمل کا اصول: اللہ سے تعلق مضبوط رکھنا اور ہر حال میں دین پر ل اختیار کرنا۔

سوچ نمبر 25 - حساب سے ڈرنا

یہ سوچ مخدومہ سعیدہ کے بارے میں ہے جنہوں نے اپنی خادماؤں کے لیے شرط رکھی کہ وہ حافظ قرآن بنیں۔ جب ان کے سامنے لباس کا بل پیش ہوا تو انہوں نے کہا اے اللہ آج میں نے حساب نہیں لیا تو بھی میرا حساب نہ لینا اور مجھے جنت میں داخل کر دینا۔

عمل کے اصول: دنیا عمل کی جگہ ہے بدلے کی نہیں، اللہ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے، کیونکہ جس سے حساب لے لیا گیا وہ مارا گیا۔

سوچ نمبر 26 - إِلَّا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ الشعراء (89):

کامیاب وہی ہے جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر جائے۔ قلب سلیم کے بارے میں علماء کے مختلف قول ہیں:

محمد بن سیرین - ایسا دل جو جان لے کہ اللہ حق ہے، قیامت حق ہے۔

سعید بن مسیت – قلب سلیم مومن کا دل ہوتا ہے اور وہ صحیح دل ہوتا ہے۔

عبد اللہ بن مسعود – ایسا دل جو گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور اس کے ساتھ کوئی معبود نہیں۔

عمل کا اصول: زندگی کی بنیاد توحید پر رکھنا، شرک سے بغض و نفرت سے دل کو پاک رکھنا، روز آخرت پر یقین اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنا۔

سوچ نمبر 27 – خود علم حاصل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا:

یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں ہے، آپ جسا القلوب میں سے تھے، آپ کی تلاوت حضرت جبرائیلؑ سے مشابہ تھی، آپ علم سے بھرپور تھے۔ آپ نبی پاک ﷺ کے پاس طالب علم بن کر آئے، اتنا علم حاصل کیا کہ استاد بن گئے اور آپ کے ہزاروں شاگرد تھے۔

عمل کا اصول: خود علم حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا تاکہ زندگی میں روشنی آئے اور جہالت کے اندھیرے دور ہوں۔

سوچ نمبر 28 – زندگی کی آزمائشوں سے کیسے لڑا جائے؟

مصیبتیں اور آزمائشیں زندگی کا حصہ ہیں، اللہ ہر انسان کو مختلف تکالیف دے کر آزماتا ہے۔ جو جوانی میں ان تکالیف کو سمجھ کر اسی طرح سے لیتا ہے وہی کامیاب ہے۔ جیسے بادل برسنے سے پہلے گرجتے ہیں، آپس میں ٹکراتے ہیں پھر برستے ہیں۔ پھول ہمیشہ کانٹوں میں مسکراتے ہیں۔ خودی کو جب گھسا جاتا ہے تو خوشبو پھیلتی ہے۔ رات کے بعد ہی صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔

عمل کا اصول: زندگی کی آزمائش اور تکالیف میں گھبرانے کی بجائے زندگی کو احسن طریقے سے گزارنا۔ زمین پر بوجھ نہیں بلکہ آباد کرنے والا بننا ہے۔ مثبت سوچ، ایمان کی مضبوطی اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔

سوچ نمبر 29 - ایک عظیم ماں کیسی ہوتی ہے اور میں کیسی ماں ہوں؟

ماں روشنی ہے، ماں اولاد کے لیے علم ہے، ماں محبت کا سمندر ہے، ماں دعا ہے۔ ماں کا نام ہی تربیت، بہادری اور دین داری کا ہے۔ جب عظیم مائیں دھوپ میں جلتی ہیں تو اولاد ٹھنڈی چھاؤں میں پلتی ہے۔ ماں کی خدمت کا درجہ بہت بڑا ہے۔

مثال حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ کی ہے جنہوں نے اپنے بیٹے کی اچھی پرورش کی اور ان کو نبی ﷺ کی غلامی میں دے دیا اور آپ ﷺ سے ان کے لیے دعا کروائی جس کا اثر ساری زندگی رہا۔ عظیم مائیں اپنی اولاد کی فکر کرتی ہیں۔

عمل کا اصول: اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر توجہ دینا، ان کے دلوں میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت پیدا کرنا، شفقت سے پیش آنا، ان کے حق میں ہمیشہ بہتر دعا کرنا کبھی بددعا نہ دینا اور ہر وقت اگلی نسل کی اصلاح کی دعا کرنا۔

سوچ نمبر 30 - مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اپنا جائزہ لینا کہ کیا میں اپنی ذات کی عزت کرتی ہوں؟ کیا میں اپنے دل کی بات سنتی ہوں؟ کیا میں اپنے آپ کو وقت دیتی ہوں؟ کیا میں نے اپنی زندگی میں کوئی مقصد مقرر کیا ہے؟ کیا میرا ہر عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے؟ کیا میری زندگی میں شکر گزاری ہے؟ کیا میں اپنے تمام معاملات اللہ کی طرف لوٹاتی ہوں؟

عمل کا اصول: اپنا محاسبہ کرنا بہت بڑی نعمت ہے۔ اپنی ذات کو پہچاننا ہے اور ہر ممکن طریقے سے اس کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔

سوچ نمبر 31 - رشتوں میں محبت کا رنگ کیسے بھرا جائے؟

رشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہوتے ہیں، یہ رشتہ خواہ کیسا بھی ہو بہت پیارا ہوتا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ آج جو رشتے بکھر رہے ہیں ان کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا جائے۔

رشتوں کی بنیاد میں تقویٰ کا بیج بونا ہے، اس کی آبیاری کے لیے عزت، محبت اور شکر کا پانی دینا ہے اور اسے نبھانے کے لیے صبر اور شکر کی ضرورت ہے جو تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔

رشتوں کو کھیچنا دھاگے کی طرح ٹوٹنے کا ڈر ہوتا ہے، دینا بہت آسان ہے مگر ان کی پیوند کاری کرنا مشکل ہے۔ اس کے لیے محبت، احساس، حساسیت اور حسنِ ظن کا رنگ و روغن استعمال کریں اور یاد رکھیں کہ رشتے تالیوں کی زبان سے نہیں بلکہ اخلاقیات سے چلتے ہیں۔

عمل کا اصول: کوئی بھی رشتہ ہو اس میں دراڑ نہیں آنی چاہیے، تعلق کبھی منقطع نہ ہونے پائے، ہمیشہ رابطے میں رہنا ہے اور صبر اور دعاؤں کا سہارا لینا ہے۔

سوچ نمبر 32 - میں کیسے اپنے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور محبت کو بٹھاؤں؟ کہ میرا نفس مطمئنہ بن جائے؟

آج نفسِ امارہ کا دور ہے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے دوری ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ کون سے اعمال اور وہ کون سے احکامات اور رسول پاک ﷺ کی کون سی سنتیں ہیں جن کو اپنا کر میں اپنے آپ کو اللہ کے قریب کر سکتی ہوں۔ اس کے لیے اپنی عبادات اور اپنے اخلاقیات کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

جیسے صاف پتوں پر بارش برستی ہے ویسے ہی ہمیں اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے دعائیں کرنی ہیں کہ وہ علم کے آسمان پر سورج بن کر چمکیں، جیسے حضرت مریمؑ کی والدہ نے صرف ان کے لیے نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی درستی کے لیے دعائیں کی تھیں۔

عمل کا اصول: اپنے ایمان کو محفوظ رکھتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح کرنا تاکہ یہ نفس اللہ کے حضور حاضری کے قابل ہو اور نفسِ مطمئنہ کہلانے کے لائق بن جائے۔